

شیعی سازش کا نیا منصوبہ

ایک خفیہ دستاویز کی روشنی میں

افغان
تکلیف
ماہنامہ

پیشکش: یحییٰ نعمانی

شیعی سازش کا نیا منصوبہ

ایک خفیہ دستاویز کی روشنی میں

میں بھی یہاں بعض فریب خورہ و سادہ لوح برادران کی ایک تعداد دیکھ رہا ہوں۔
والے ایرانی انقلاب کو (خالص) اسلامی انقلاب، اور اسکے نتیجہ میں قائم ہونے والی حکومت کو اسلامی
حکومت سمجھتی اور کہتی ہے۔ اگرچہ اس میں بھی کوئی شک نہیں، کہ اب ان کی تعداد میں پہلے کی
بمست (خصوصاً ابتدائی پانچ سات سالوں کے) بہت کمی گئی ہے۔

ایک طویل عرصہ سے مسلمانوں کے کان کسی مسلم طاقت کے مروج اور کسی خالص دینی و اسلامی
حکومت کے قیام کی خبر سننے کے لئے بیتاب تھے۔ ہمارا ایک بڑا واقف طبقہ (جو مایوس ہو چکا تھا) پوری سادہ
لوح اور غلصانہ جذبہ کے ساتھ ایرانی انقلاب کو کبکست وادبار کی شب تاریک میں امید کی کرن سمجھ بیٹھا۔

ایرانی انقلاب جو صرف ایک سیاسی انقلاب نہیں بلکہ ایک نظریاتی انقلاب تھا، اس کی فکری و
نظریاتی بنیادیں کیا ہیں؟ اس کے مقاصد کس قسم کے ہیں؟ خود اندرون ملک انتظام مملکت کس نتیجہ
پر ہے؟ ازبہ دست پر وہی گنڈے اور جذباتی نعروں نے عقلموں کو ایسا مسحور کر رکھا تھا کہ ان حضرات نے ان
بنیادی پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ یہ نہیں سوچا گیا کہ دینی و ایمانی نقطہ نظر سے اس
انقلاب کے عالم اسلام اور پڑوسی سنی اکثریت والے علاقوں پر کس قسم کے نتائج مرتب ہوں گے، اور خود
انقلاب کے قائدین کا اس سلسلہ میں کیا منصوبہ اور نقطہ نظر ہے، یہ سب سوچے بغیر عوام ہی نے نہیں
بہت سے اہل فکر و دانش اور دینی رہنماؤں تک نے اس انقلاب کی تائید و حمایت سے بڑ میں گر ماریں.....

حضرت مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ "شیعیت" نے ایک بہت بڑے

طبقے سے اس قسم کی غلط فہمیوں کو دور کیا۔ اس کتاب نے اور اس سلسلہ کی مولانا کی دیگر تحریروں نے ایرانی انقلاب کا ایک خالص شیعہ انقلاب کے طور پر تعارف کر لیا جس کا مقصد ایک عالمی شیعہ دعوت اور انتہائی توسیع پسند عزائم رکھنے والی حکومت کا قیام ہے۔ جس کا کام انقلاب کے بعد ختم نہیں بلکہ شروع ہوا تھا۔

لیکن پروپیگنڈہ کی طاقت اور نعروں کی فسول کاری کہے یا دینی معاملات میں پر جوش جذباتیت، کہ ہمارے دین دار اور اسلام کے کار سے قبضی لگاؤ اور حمیت رکھنے والے بعض حضرات کے انقلاب اور اس کے قائدین سے اعتقاد میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ان لوگوں کے جذباتیت پر مبنی عمومی تاثر بلکہ فریب خوردگی میں کمی آتا تب شروع ہوئی، جب دھیرے دھیرے پروپیگنڈہ کا شور کچھ تھا، اور اندرونی حقائق پابندیوں کے آہنی حصار کو توڑ کر کچھ باہر آنے لگے۔ لیکن ابھی ابھی ہمارے بعض بزرگان و برادران ایسے ہیں جو ایرانی انقلاب کو اسلامی انقلاب اور ایرانی حکومت کو ایک بہترین اسلامی حکومت کہتے اور باور کراتے ہیں۔

ایرانی حکومت کی سفاکانہ بربریت اور ایرانی سنیوں کے ساتھ اس کا سنگدلانہ ظالم رویہ کچھ ڈھکا چھپا نہیں، نیز شیعہ دعوت کے تئیں اس کی سنجیدگی بھی مخفی نہیں رہی۔ اور اب تو ان سازشوں سے بھی پردے اٹھنے لگے ہیں جو ایران، سنی ممالک کے خلاف لڑا آیا ہے۔ اب ان حقائق کے سامنے آنے کے بعد ہمارے لئے کسی طرح ایرانی انقلاب و حکومت کی تائید بلکہ ہمدردی کی گنجائش نہیں رہتی۔ خاص طور پر ایران میں رہنے والے اہل سنت سے براہ راست رابطہ کے نتیجہ میں ان کے ساتھ ہونے والے لرزہ خیز مظالم کی جو تفصیلات علم میں آتی ہیں وہ کسی غیر متند مسلمان کو تڑپا دینے کے لئے بالکل کافی ہیں۔

ادھر کچھ عرصہ پہلے ایران کے سیاسی منظر نامہ میں کچھ واضح تبدیلیاں آئی ہیں، جن کا ایران کے مسلم ممالک سے تعلقات کی نوعیت اور طرز معاملت پر صاف اثر پڑا ہے۔ ذیل میں جس دستاویز کا ترجمہ دیا جا رہا ہے، وہ دراصل رہنما ہدایات پر مشتمل ایک خط ہے جو ایران کی سپریم انقلابی کاؤنسل [۱] کی جانب سے صوبائی گورنروں کو بھیجا گیا ہے۔ یہ خط جہاں بنیادی طور پر انقلاب کی نوعیت اور اس کے حقیقی مقاصد پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔ (بلکہ تنہا یہی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے) وہیں اس سے مزید یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ حالیہ سیاسی تبدیلیوں کی بنیادیں کونسی نہیں ہے۔

رابطہ اہل سنت ایران (دفتر لندن) نے یہ دستاویز نشر کی ہے جسکو معاصر مجلہ ”البیان“ نے اپنی مارچ ۹۸ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے جسکا ترجمہ مجلہ مذکور کے شکر یہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ ہم نے کچھ توضیحی نوٹس بھی بڑھادیئے ہیں اور معمولی سا اختصار بھی کیا ہے۔

اگر ہم اپنے انقلاب کا دائرہ پڑوسی ممالک تک وسیع نہیں کر سکے [۱] تو یقینی طور پر ان ملکوں کی مغرب زدہ تہذیب و ثقافت ہم پر حملہ آور ہوگی اور غالب ہو کر رہے گی۔

اب جبکہ امام علیہ السلام کی جانباز امت کی زبردست قربانیوں کے سبب ایران میں صدیوں بعد اثناعشریوں کی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ ہم پر..... قابل احترام شیعہ قائدین کی ہدایات کے بموجب۔ ”انقلاب کی توسیع“ کی انتہائی اہم، نازک اور بھاری ذمہ داری ہے۔

ہمیں یہ حقیقت ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ ہماری حکومت کی اولیں ذمہ داری (ملک کی آزادی و حریت اور عوامی حقوق کے سلسلہ کی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ) ”انقلاب کے دائرہ کی توسیع“ ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک خاص مسلک کی حکومت ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم ”انقلاب کی توسیع“ کو اپنی ترجیحات میں اولیں پوزیشن دیں۔

لیکن موجودہ عالمی حالات اور رائج و معروف نام نہاد عالمی قوانین کے پیش نظر ہمارے لئے ”انقلاب کی توسیع“ ممکن نہیں ہے۔ بلکہ (اگر ایسی کوشش کی گئی تو) اس کے بڑے بھیانک نتائج برآمد ہونے کا اندیشہ ہے۔ [۲]

[۱] یہاں پر اصل میں جو معنی خیز تعبیر ہے اس کے لفظی معنی ”انقلاب ایکسپورٹ کرنے“ کے ہیں جس کا ہم نے انقلاب کی توسیع ترجمہ کیا ہے آگے بھی جہاں یہ تعبیر آئی ہے ہم نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

[۲] لیکن ان بھیانک نتائج کے اندیشہ کے پیش نظر ایرانی حکومت انقلاب کے اس بنیادی مقصد اور اولیں ذمہ داری سے دستبردار ہونے کو نہیں سوچتی، بلکہ زیادہ سے زیادہ صرف طریقہ کار (LINE OF ACTION) ہی تبدیل کرتی ہے۔ آگے ملاحظہ فرمائیں

لہذا اکاؤنسل نے تین نشستوں کے غور و فکر کے بعد اور شریک ممبروں اور ذیلی کمیٹیوں کے تقریباً اتفاق رائے سے ایک ۵۰ نکاتی پروٹوکول (لائچہ عمل) ترتیب دیا ہے۔ جو ۵ مراحل پر منقسم ہے۔ ہر مرحلہ کی مدت ۱۰ سال ہوگی۔

ہمارا مقصد ”انقلاب کے دائرہ کی توسیع“ اور ”ایک ہی قسم کے اسلام“ کی ترویج و اشاعت ہے [۱]۔ اس لئے کہ ہمارے لئے مشرق و مغرب کے ہر خطرے سے کہیں بڑا خطرہ وہابی یا سنی حکومتیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ (وہابی و اہل سنت) ہمارے مشن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور یہی اصلی دشمن ہیں، ائمہ (اہل بیت) اور (ان کے تابعین) فقہاء کی حکومت کے..... اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایران کے اندر سنی آبادیوں خصوصاً سرحدی علاقوں میں اپنا نفوذ بڑھائیں اپنی مسجدوں کی اور ماتم گاہوں کی تعداد میں اضافہ کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ اور موثر و فعال طور پر مذہبی تقریروں اور مجالس کا انعقاد کریں۔ جن علاقوں میں ۵۰ تا ۱۰۰ فیصد سنی آبادی ہے وہاں (اس تہدیلی کے لئے) فضا سازی کے لئے اندرون ایران سے شیعہ آبادی کو لے جا کر بسایا جائے وہ وہاں مستقل طور پر آباد ہوں، اپنی تجارت کریں اور کاروبار زندگی میں مشغول ہوں۔ حکومتی اداروں پر ان کے تئیں یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ براہ راست ان کی حفاظت اور ان کے مفادات کی نگرانی کریں۔ نیز بیوروکریسی انتظامیہ تعلیمی ادارے اور سماجی مراکز کو مقامی سنی آبادی سے بتدریج پاک کیا جائے اور ان شعبوں کو شیعوں کے حوالے کیا جائے۔

ہم نے جو (تفصیلی) پروٹوکول اور لائچہ عمل ”انقلاب کی توسیع“ کے لئے مرتب کیا ہے۔ وہ بغیر کسی شور و غلب یا خونریزی کے کامیاب اور مفید مقصد ہوگا۔ یہاں تک کہ بڑی عالمی طاقتوں کی طرف سے بھی اس پر کسی رد عمل کا اندیشہ نہیں ہے۔ نیز اس لائچہ عمل کی متفیذ پر جو مالی وسائل خرچ ہوں گے۔ یقیناً ان سے بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔

[۱] مراد واضح ہے یعنی پڑوسی علاقوں اور آبادیوں میں شیعہ مذہب کی اشاعت و ترویج اس حد تک کہ صرف وہی باقی رہے اور دیگر کچھ نہیں۔



اور حساس علاقہ ہے۔ پیٹرولیم کی تجارت نے اس علاقے کے حکمرانوں کو بہترین اسباب عیش بھی فراہم کر دیے ہیں۔

ان ممالک کے عوام تین قسم کے ہیں۔

۱۔ صحرائی بدو جو سیکڑوں سال سے یہاں آباد ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو ان جزیروں اور ساحلی بندرگاہوں سے وہاں جا کر آباد ہو گئے ہیں جو آج ہماری قلمرو میں داخل ہیں۔ ان لوگوں کی ہجرت کا سلسلہ اسماعیل شاہ صفوی کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے اور مختلف زمانوں سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ ”اسلامی انقلاب“ کے ابتدائی زمانہ تک جاری رہا۔

۳۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو مختلف عرب علاقوں اور ایران کے داخلی علاقوں سے وہاں گیا ہے، تعمیراتی ادارے ان لوگوں کی ملکیت ہیں، جو یہاں کے اصل باشندے نہیں ہیں۔ اصل باشندوں کی آمدنی کا بڑا ذریعہ عمارتوں کے کرایے یا بڑی تجارتیں، ایکسپورٹ، امپورٹ کمپنیاں اور بڑی جائیداد کی خرید و فروخت ہے۔ حکام کے اقرباء اور بارسوخ طبقہ سروس پیشہ ہے اور ان لمبی چوڑی تنخواہوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جن کا اصل ذریعہ تیل ہے۔

ان ملکوں کا تہذیبی و سماجی بگاڑ بالکل عیاں ہے مخالف اسلام اعمال علی الاعلان کئے جاتے ہیں۔ ان ملکوں کے اکثر باشندے دنیوی لذتوں میں ڈوبے ہوئے، اور فسق و فجور میں غرق ہیں۔ ان ملکوں پر ہمارے قبضہ کا مطلب آدھی دنیا پر قبضہ ہے۔

اس ۵۰ نکاتی منصوبہ پر عمل درآمد کرانے کیلئے ضروری ہے کہ پڑوس کے ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات بہتر ہوں۔ اور طرفین میں احترام، دوستی اور باہمی اعتماد کی فضاء قائم

ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی تعلقات کی استواری کے بعد یقیناً ایرانیوں کی ایک تعداد ضرور ان ملکوں کو ہجرت کرے گی۔ اور ہمارے لئے ممکن ہو گا کہ ان کے بیچ کچھ اپنے امتحینات بھی بھیج دیں جو بظاہر مہاجر ہوں گے۔ اور اندر سے وہاں کے نظام و حکومت میں ہمارے کارندے ان کو بھیجے وقت یا ان کی خدمات حاصل کرتے وقت ان کے معاوضے بھی معین کئے جائیں گے۔

آپ حضرات پچاس سال کی مدت کو سوئیں اور آگے دینے والا خیال نہ کریں۔ جو کہ انقلاب کی کامیابی کے پیچھے ۲۰ سال کی منصوبہ بند محنت تھی۔ ہم اور ہمارے مذہب کو بہت ان ممالک میں جو روس اور نفوذ حاصل ہے یہ ایک یا دو دن میں حاصل نہیں ہو گیا۔ ماضی میں کئی حکومتیں ہمارے ملازمین تک نہیں تھیں تھے چہ جائیکہ وزیر، گورنر یا سکریٹری۔ وہابی، شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی فرقے ہم کو مرتد اور خارج اسلام قرار دیتے آئے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ (اس مظلومی کے زمانے میں) ہم نہیں تھے مگر ہمارے آباء و اجداد تھے۔ اور آج ہماری زندگی ان کے افکار و معتقدات اور مساعی کا ہی ثمرہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس پر ہمارے پورے ہونے تک ہم نہ بھی رہیں لیکن ہمارا انقلاب اور ہمارا مذہب باقی رہے گا۔

اس قوم داری سے عمدہ برآہونے کے لئے جان و مال کی قربانی کافی نہیں ہے بلکہ اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ سب ایک طے شدہ اور منصوبہ بند پروگرام کے تحت ہو۔ چاہے وہ کونس (منصوب) بنانے ہوں گے چاہے وہ کتنے ہی طویل المیعاد ہوں۔ چاہے ۵۰ سالہ کے بجائے ۵۰۰ سالہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم لاکھوں شہداء کے وارث ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سے آج تک ان شیطانوں کی بربریت کا نشانہ بنتے رہے جو اپنے اوپر اسلام کا لیلعل لگائے رہتے ہیں۔ ہماری تاریخ کے دل کے یہ زخم اس وقت تک مندمل نہ ہوں گے جب تک اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا ہر شخص علی و اہل بیت رسول پر عقیدہ نہ رکھنے لگے۔ اور اپنے آباء و اجداد کی غلطیوں کا اعتراف نہ کرے۔ اور شیعیت کے اسلام کا حقیقی اور سچا

وارث نہ جان لے۔

پروگرام کے پانچ مراحل:-

افغانستان، پاکستان، ترکی، عراق اور بحرین میں اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت میں ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی اس لئے ہم یہاں دوسرے دس سالہ مرحلہ سے ہی ابتداء کر سکتے ہیں۔

۱- باقی ممالک میں ہمارے مہاجرین پر تین باتوں کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

(الف) جائداد، عمارتیں، اور گھر خریدیں، اور اپنے ہم مذہبوں کے لئے روزگار اور رہائش کی فراہمی کریں تاکہ وہ وہاں رہیں اور عددی طاقت میں اضافہ کا سبب بنیں۔
(ب) معاشرے کے ہر سوخ اور سربر آوردہ افراد مثلاً سرمایہ دار، بیوروکریٹس، شہرت یافتہ اشخاص اور سیاسی حلقوں میں اثر رکھنے والے افراد سے گہرے تعلقات قائم کریں۔

(ج) ان ممالک میں سے بعض ابھی ترقی و آبادکاری کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ نئے نئے شہر بس رہے ہیں۔ ہمارے مہاجرین (انجینیئروں) کو چاہئے کہ وہ یہاں جائدادیں خریدیں اور مکانات بنائیں اور پھر ان کو بہت مناسب اور کم قیمت پر ان لوگوں کو بیچیں جو ان ملکوں کے اہم مرکزی شہروں اور مقامات میں رہتے ہیں۔ اس طرح ان ملکوں کے اہم مرکزی مقامات ان کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔

۲- اپنے لوگوں (شیعہ) کو اس کی ترغیب دینی چاہئے کہ وہ قانون انتظامیہ اور حکومت کی اطاعت کریں۔ اور مذہبی تقریبوں، ماتم گاہوں اور مساجد کے لئے باقاعدہ لائسنس لیں۔

اپنے آزاد کاموں کی بنیاد لئے کے لئے مناسب ہے کہ گھنی آبادی والے علاقوں کا انتخاب کیا جائے۔ تاکہ ہمارے کام میں جتنی جگہ سے بحث و مناقشہ کا موضوع

بن سکیں۔

ان دونوں مرحلوں میں ہمارے لوگوں کو ان ممالک کی شہریت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اس مقصد کے لئے دوستوں اور اہل تعلق کے تعاون کے علاوہ قیمتی ہدیوں کی پیش کش سے کام لینا چاہئے۔ نیز اپنے نوجوانوں کو حکومتی ملازمتوں اور فوجی خدمات کے لئے آمادہ کیا جانا چاہئے۔

اس دس سالہ مرحلہ کے دوسرے پانچ سال میں، ان ملکوں میں پھیلے ہوئے سماجی بگاڑ اور مخالف اسلام اعمال کے خلاف دوسرے ملکوں کی مذہبی شخصیتوں و اداروں کے نام سے مذمتی تحریریں و بیانات تقسیم کئے جائیں اور اس کے ذریعہ سنی اور وہابی علماء کو اپنی حکومتوں کے خلاف براہیختہ کیا جائے۔ لیکن یہ سب کچھ براہ راست نہ ہو بلکہ خفیہ طور پر اور پس پردہ رہ کر کیا جائے۔ اس سے ان ملکوں کے عوام کی بڑی تعداد اپنی حکومتوں کے خلاف بھڑک اٹھے گی۔ آخر کار یا تو حکومتیں ان مذہبی قیادتوں کو گرفتار کریں گی یا یہ حضرات اپنے نام سے نشر ہونے والے مذہبی بیانات کی تردید کریں گے۔ [۱] اور اہل دین طبقہ ان مذہبی تحریکوں کا زبردست دفاع اور پر جوش حمایت کریگا۔ اس وقت کچھ شبہ میں ڈالنے والے حادثات ہوں گے۔ [۲] اس کے نتیجہ میں بہت سے ذمہ داروں کو معطل کئے جائیں گے یا ان کا ٹرانسفر ہوگا۔

اسی صورت حال کا یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ حکام اپنے ملکوں کے سارے ہی دین دار طبقہ سے بدظن ہو جائیں گے۔ اور پھر کسی بھی دینی سرگرمی، دعوتی کام، مساجد کی تعمیر اور دینی مراکز کی تعمیر وغیرہ کی سرپرستی نہیں کریں گے، بلکہ ہر دینی تقریر و جلسہ اور تقریب کو اپنی حکومت کے خلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک سازش سمجھیں گے۔ حکومتوں اور علماء کے درمیان نفرت و عداوت کی خلیج بڑھتی جائے گی۔ اور پھر خود اہل سنت اور وہابیوں کو اپنے ہی مرکزوں کی حمایت

[۱] اور دونوں ہی صورتوں میں جو غیر یقینی اور انتشار کی فضا قائم ہوگی وہ شیعہ کاؤ اور اس منصوبہ کو تقویت پہنچائے گی۔ [۲] بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہابیوں کو بھی کڑی دیکھ بھال کرنی پڑے گی۔

و تائید حاصل نہیں رہے گی۔ اور نہ ہی باہر سے کوئی ان کی حفاظت کے لئے آئے گا۔

۳۔ اس مرحلہ میں سرمایہ داروں اور بڑے افسران سے ہمارے ایجنٹوں کے گہرے دوستانہ مراسم قائم ہو چکے ہوں گے۔ خود ان کی ایک تعداد فوج میں اور انتظامیہ میں پوری سنجیدگی اور مستقل مزاجی کے ساتھ بغیر کسی دینی سرگرمی حصہ لئے کام کر رہی ہوگی۔ نتیجہ حکام ان کی طرف سے پہلے سے زیادہ مطمئن ہوں گے۔ اور دوسری جانب حکام میں اور دین دار طبقہ میں اختلافات و دوریاں اور نفرتیں پیدا ہو چکی ہوں گی۔ لہذا اس مرحلہ میں ان ملکوں کے ہمارے علماء ان حکومتوں کے تئیں اپنی وفاداری اور مکمل تائید کا خاص طور پر مذہبی تقریبات میں ضرور اظہار کریں۔ اور شیعیت کو ایک ایسے مذہب کے طور پر پیش کریں جس سے ان کو اور ان کی حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے لئے ممکن ہو کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اپنی وفاداری کا اعلان و اظہار کر سکیں تو اس سے بھی کوئی دریغ نہ کریں تاکہ ان کو حکمران طبقہ کی توجہات حاصل ہو سکیں۔ اور ان کو حکومتی مناصب دیتے وقت وہ کوئی خطرہ محسوس نہ کریں۔

اسی مرحلہ میں ہماری بندرگاہوں اور جزیروں کی صورت حال میں بھی کچھ تبدیلی آئیں گی۔ ساتھ ہی وہاں کے مرکزی بینکوں میں ہماری سرمایہ کاری ہوگی۔ جس کے ذریعے ہم ان پڑوسی ممالک کے اقتصاد و معیشت کو چوت پیچانے کے لئے منصوبہ بندی کریں گے۔ جب ہم دوسروں (کے لئے اپنی منڈی کو کھول کر ان) کو اپنے ملک کی تجارتی سرگرمیوں اور بینک کے نظام میں حصہ لینے کی آزادی دیں گے تو یقیناً ہمارے تاجروں کا ان ملکوں میں بھی استقبال کیا جائے گا اور ان کو کاروباری مراعات دی جائیں گی۔

۴۔ اس مرحلہ کے آتے آتے ان ممالک کے حالات ہمارے کام کے لئے بالکل تیار ہوں گے۔ علماء اور حکام کے درمیان نفرتیں اور دشمنیاں ہوں گی۔ تجارت و معیشت دیوالیہ ہو اچا ہتی ہوگی۔ عوام شدید اتار کی وبے چینی کے عالم میں رہیں گے اور اپنی جائیدادیں بیچ کر کسی پر امن اور

مستحکم جگہ منتقل ہونا چاہیں گے۔ اس ہنگامے میں ہمارے مہاجرین اور علماء ہی حکومت کے حامی و مددگار ہوں گے۔ اور اگر ہمارے ابھیمنوں نے بیداری و ہوشیاری سے کام لیا تو ان کے لئے اعلیٰ ترین شہری و فوجی عہدوں تک پہنچنا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور اس طرح ان کے اور اعلیٰ اقتدار کے اداروں اور حکام کے درمیان کی دوری اور گھٹ کر رہ جائیگی۔ ان اعلیٰ پوسٹوں پر پہنچنے کے بعد ہمارے لئے یہ بھی ممکن ہو جائیگا کہ حکام کو یہ باور کرایا جائے کہ ان کے خاص معتمدین حقیقتہً نادر ہیں۔ جسکے نتیجہ میں ان کے بدلے ہمارے عناصر کو رکھا جائے گا۔ اور ان کے ہمارے لئے وہ مثبت نتائج پیدا ہوں گے۔

(۱) ہمارے عناصر کو حکام کا اور زیادہ قرب و اعتماد حاصل ہو جائیگا۔

(۲) حکومتی اداروں اور اقتدار اعلیٰ کے مراکز میں شیعوں کے بڑھتے اثرات سے اہل سنت کی ناراضگی و برائیت میں مزید اضافہ ہوگا۔ اور ان کی حکومت مخالف سرگرمیوں میں بھی زیادتی ہوگی۔

اس صورت میں پھر ہمارے عناصر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ حکام کا ساتھ دیں اور عوام سے صلح پسندی اور پرامن رہنے کی اپیل کریں۔ اور اسی دوران جو لوگ ملک چھوڑ چھوڑ کر بھاگیں، ان کی جائیدادیں خریدنے کی کوشش کی جائے۔

۵۔ پانچویں اور آخری دس سال میں ماحول مکمل انقلاب کے لئے تیار ہو چکا ہوگا۔ اس لئے کہ حکمران طبقہ خوف و ہراس کے عالم میں طوفان میں پھنسی کشتی کی طرح ہر مفید و منفی تجویز کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوگا۔

اس مرحلہ میں ہم مشہور و قابل اعتماد شخصیتوں کے ذریعہ حالات معمول پر لانے کے لئے ایک عوامی نمائندہ کمیٹی کی تشکیل کی تجویز رکھوائیں۔ اور اداروں کی نگرانی اور ملک کے انتظام میں حکمرانوں کی مدد کریں۔ یقیناً اس کے وہ اسے تجویز کو قبول کر لیں گے۔ اور ہمارے

نامزد افراد اس کمیٹی کی اکثر سیٹوں پر آئیں گے اس کے نتیجہ میں بھی تاجر، علماء حتیٰ کہ حکومت کے مخلصین تک فرار اختیار کرنے لگیں گے۔ اور اس طرح بغیر کسی خونریزی یا جنگ کے ہمارے لئے ”انقلاب کے دائرہ کی توسیع“ ممکن ہوگی۔

اگ بالفرض ہمارا یہ منصوبہ اپنے آخری مرحلہ میں کامیاب نہیں ہوتا تو ہم ایسا کر سکیں گے کہ عوامی انقلاب کے ذریعہ حاکموں سے اقتدار چھین لیں۔ اگرچہ اس صورت میں ہمارے شیعہ عناصر اس ملک کے مالک اور اس کے شہری ہوں گے۔ [۱] لیکن ہم اپنے مذہب، دین، اور اللہ کے سامنے کی مسئولیت سے بری ہو سکیں گے۔

ہمارا مقصد کسی معین شخص کو کرسی اقتدار تک پہنچانا نہیں ہے۔ مقصد صرف اور صرف ”انقلاب کے دائرہ کی توسیع“ ہے اس کے بعد ہم خدائی دین کا جھنڈا بلند کر سکیں گے۔ تمام ممالک میں ہمارا غلبہ ہوگا۔ پھر ہم کافروں کی طرف زیادہ طاقت کے ساتھ بڑھیں گے۔ اور پورے عالم کو مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور تک اسلام و شیعیت کے نور سے منور کر دیں گے۔

وہابیہ کا بیقیہ

جائے۔ حقیر سمجھتا اور ہے لیکن کفر سے نفرت کرنا واجب ہے۔ کفر سے نفرت ہے، اللہ کی نافرمانی سے نفرت کرنا ہر مسلمان کیلئے واجب ہے۔ لیکن کافر اور فاسق کو حقیر سمجھنا حرام ہے، نفرت کرنا واجب اور حقیر سمجھنا حرام..... کوئی کہے کہ صاحب یہ تو بہت مشکل مسئلہ ہے۔ نہیں، بالکل آسان ہے۔ اگر کوئی شہزادہ منہ پر روشنائی لگا لے تو آپ شہزادے کو حقیر سمجھیں گے یا روشنائی سے نفرت کریں گے؟ ظاہر بات ہے کہ روشنائی سے نفرت کریں گے، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی صابن سے دھو کر ابھی پھر روشن چہرہ کیساتھ آسکتا ہے۔ ایسے ہی کافر کے کفر سے تو ہم کو نفرت ہے لیکن اس کو حقیر سمجھنا حرام ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ابھی کلمہ پڑھ کر یہ ولی اللہ ہو جائے۔

[۱] - جی اگر براہ راست یہ ملک ایران کی قلمرو کے تحت نہیں داخل ہو سکے تب بھی وہاں ایک ایران نژاد شیعہ حکومت تو قائم ہو ہی جائیگی۔